محمد وسیم اختر مفتی

مہاجرین حبشہ

(۱۱)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حبیبہ بنت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

ددھیال اور ننھیال

۶۱۰ء: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا اور آپ منصب نبوت سے سرفراز ہوئے۔ ساتویں صدی عیسوی کی دوسری دہائی میں بنو امیہ کی حضرت رملہ بنت ابوسفیان کا بیاہ اپنے حلیف قبیلے بنو اسد کے عبید اللہ بن جحش سے ہوا۔ اسی دہائی میں دونوں میاں بیوی دار ارقم میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نعمت ایمان سے مالا مال ہوئے۔ زیادہ تر مورخین کا خیال ہے کہ ان کے ہاں حضرت حبیبہ کی پیدایش اسی وقت ہوئی۔ بیٹی کی پیدایش کے بعد حضرت رملہ نے ام حبیبہ کنیت اختیار کی اور اسی سے مشہور ہو گئیں۔ حضرت ابوسفیان صخر بن حرب حضرت حبیبہ کے نانا تھے۔ حضرت حبیبہ کے والد عبید اللہ بن جحش ام المومنین حضرت زینب بنت جحش، حضرت عبد اللہ بن جحش اور حضرت ابو احمد بن جحش کے سگے بھائی تھے۔ عبد اللہ حضرت حبیبہ کے چھوٹے بھائی تھے۔

ہجرت حبشہ

مکہ کے نیک فطرت نوجوان اسلام کی دعوت حق کی طرف لپکنے لگے تو قریش کے نام نہاد لیڈروں کو اپنی لیڈری ماند ہوتی نظر آئی۔ انھوں نے ان کم زوروں اور ناداروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیے۔ حالات کی سنگینی دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو امن کی سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ رجب ۵/ نبوی میں گیارہ مرد اور چار عورتیں دو کشتیوں پر سوار ہو کر حبشہ پہنچے۔ اسی سال شوال میں حضرت جعفر بن ابو طالب کی قیادت میں دوسرا بڑا قافلہ حبشہ روانہ ہوا۔ حضرت ام حبیبہ، عبید اللہ بن جحش اور حضرت حبیبہ اسی قافلے کا حصہ تھے۔ عبید اللہ بن جحش کے خادم حضرت قیس بن عبد اللہ، ان کی اہلیہ اور حضرت حبیبہ کی خادمہ حضرت برکہ بنت یسار اور ان کی بیٹی حضرت آمنہ بنت قیس اس کنبے کے ساتھ حبشہ گئے۔ ابن عبد البر اور ابن اثیر، دونوں نے ایک جگہ لکھا کہ حضرت حبیبہ کی ولادت حبشہ میں ہوئی اور دوسرے مقام پر بتایا کہ وہ والدین کے ساتھ مکہ سے سفر ہجرت پر روانہ ہوئیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

والدین میں علیحدگی

حبشہ پہنچنے کے بعد عبید اللہ بن جحش کو شیطان نے بہکا دیا۔ اس نے ترک اسلام کر کے نصرانی مذہب اختیار کر لیا۔ حضرت ام حبیبہ شوہر کے اصرار کے علی الرغم دین اسلام پر قائم رہیں تو میاں بیوی میں مفارقت ہو گئی۔ پھر عبید اللہ کا انتقال ہو گیا، لیکن حضرت حبیبہ اپنی والدہ کے ساتھ کم و بیش تیرہ برس حبشہ میں مقیم رہیں۔ باپ کے ارتداد کے بعد حضرت حبیبہ کو حبیبہ بنت ام حبیبہ کہا جانے لگا۔

حبشہ سے واپسی

۷ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد حضرت ام حبیبہ مدینہ لوٹیں تو حضرت حبیبہ ان کے ساتھ تھیں۔ وہ اپنی والدہ کے ساتھ آپ کے گھر میں مقیم رہیں۔ ان کے بھائی عبد اللہ کی مدینہ آمد کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ حبشہ میں وفات پانے والوں میں بھی ان کا ذکر نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تعلق

ربیع الاول ۷ھ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ام حبیبہ کا نکاح ہوا تو حضرت حبیبہ آپ کی بیٹی بن کر

براہ راست آپ کی پرورش میں آ گئیں۔ آپ سے ان کی ایک اور نسبت تھی، ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کے واسطے سے آپ حضرت حبیبہ کے پھوپھا تھے۔

ازدواجی زندگی

حضرت حبیبہ بنت ام حبیبہ کی شادی اپنے خالہ زاد بھائی داؤد بن عروہ ثقفی سے ہوئی۔ طبری نے داؤد کی والدہ کا نام حضرت آمنہ بنت ابوسفیان (تاریخ الطبری ۱۷۲/۲) اور ابن سعد نے حضرت میمونہ بنت ابوسفیان (الطبقات الکبریٰ ۱۷۸/۶) بتایا ہے۔ دونوں حضرت ام حبیبہ کی سوتیلی بہنیں تھیں اور حضرت ابوسفیان کی بیوی لبابہ بنت ابوالعاص ان کی والدہ تھیں۔ غالب امکان ہے کہ یہ بیاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہوا، کیونکہ داؤد کے والد حضرت عروہ بن مسعود ۸ھ میں ایمان لانے کے فوراً بعد شہید ہو گئے۔ ابن اثیر کا بیان ہے کہ حضرت عروہ کی شہادت کے بعد ان کے ایک بیٹے حضرت ابوالملیح بن عروہ اپنے چچازاد حضرت قارب بن اسود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ داؤد بن عروہ کا نام سیر صحابہ کی کتب میں شامل نہیں۔ وہ چھوٹے ہوں گے، اس لیے بارگاہ نبوی میں حاضر نہیں ہو سکے۔ ابن عبدالبر نے داؤد بن عروہ اور حضرت ابوالملیح، دونوں کا اصحاب رسول میں شمار نہیں کیا۔ ابن حجر نے داؤد بن عروہ کے بجاے داؤد بن عاصم بن عروہ ثقفی کا ترجمہ لکھا اور کہا: نہ وہ صحابی تھے اور نہ کوئی حدیث ان سے روایت ہوئی (الاصابہ ۵۴۵/۱)۔ انھوں نے حضرت ابوالملیح کی صحبت کا اثبات کیا۔ امام بخاری، مزی اور ابن حجر نے ایک نام داؤد بن ابوعاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی، رجال حدیث میں شامل کیا ہے (التاریخ الکبیر ۲۰۱/۳۔ تہذیب الکمال ۴۰۵/۸۔ تہذیب التہذیب ۱۱/۳)۔

حضرت حبیبہ بنت ام حبیبہ کی اولاد کے بارے میں معلومات نہیں ملتیں۔

کچھ بیان سسرال کا

حضرت حبیبہ کے دادا حضرت عروہ بن مسعود عرب قبیلہ بنوثقیف کے سردار تھے۔ صلح حدیبیہ میں انھوں نے مشرکوں کی طرف سے مذاکرات میں حصہ لیا۔ ۸ھ میں جنگ حنین میں شکست کھانے کے بعد بنوثقیف اور بنوہوازن نے طائف کے قلعہ میں پناہ لی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عروہ ان دونوں معرکوں میں اپنی قوم میں موجود نہ تھے۔ چالیس (پچیس: ابن اسحاق) روز کا محاصرہ ختم کر کے آپ نے واپسی کا سفر شروع کیا تو وہ آپ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے آپ سے آن ملے اور اسلام قبول کیا۔ حضرت عروہ اپنی قوم میں

بہت مقبول تھے،ان کا خیال تھا کہ قوم ان سے بہت محبت کرتی ہے،ان کی دعوت پر فوراً مسلمان ہو جائے گی، لیکن ایسا نہ ہوا۔ طائف پہنچنے کے بعد انھوں نے فجر کی اذان دی اور قوم کو اسلام کی طرف پکارا۔ ان کی اپنی قوم نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور وہ شہید ہو گئے۔ قرآن مجید میں مشرکین کے مطالبے کا ذکر ہے 'لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ'، ''یہ قرآن دونوں بستیوں کے کسی بڑے آدمی پر نازل کیوں نہیں کیا گیا'' (الزخرف ۴۳: ۳۱)۔ 'قَرْيَتَيْنِ' سے مکہ اور طائف مراد لینے پر مفسرین کا اتفاق ہے۔ البتہ 'رجل عظیم' کے باب میں ان کی آرا مختلف ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ مشرکین کا اشارہ ولید بن مغیرہ اور عروہ بن مسعود ثقفی کی طرف تھا۔

حضرت عروہ کے دادا مسعود بن معتب بھی قبیلے کے سردار رہے، انھوں نے جنگ فجار میں بنو ثقیف کی فوج کی کمان کی، تب حضرت عروہ بھی ان کے ساتھ تھے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

روایت حدیث

حضرت حبیبہ نے اپنی والدہ سے حدیث روایت کی۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن اسحاق)، السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، Wikipedia۔

حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ

نسب اور کنبہ

حضرت عمرو بن سعید مکہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا کا نام عاص بن امیہ تھا۔ عبد شمس بن عبد مناف ان کے سگڑ دادا تھے۔ عبد مناف پر ان کا نسب نامہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرے سے جا ملتا ہے۔ عبد مناف بن قصی آپ کے چوتھے، جب کہ حضرت عمرو بن سعید کے پانچویں جد تھے۔ ان کی والدہ صفیہ بنت مغیرہ بنو مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں، وہ حضرت خالد بن ولید کی پھوپھی تھیں۔ حضرت فاطمہ بنت صفوان کنانیہ حضرت عمرو

کی اہلیہ تھیں۔

حضرت عمرو کے سات بھائی تھے۔ احیحہ جن سے ان کے والد کنیت کرتے تھے، زمانۂ جاہلیت میں ہونے والی جنگ فجار میں مارے گئے۔ حضرت خالد بن سعید ابتداے اسلام میں نعمت ایمان سے سرفراز ہوئے۔ عاص (عاصی: ابن عبدالبر) بن سعید اور عبیدہ بن سعد نے دین شرک نہ چھوڑا اور اسی پر جان دی۔ حضرت ابان بن سعید نے ۶ھ میں دین حق قبول کیا۔ حضرت سعید بن سعید فتح مکہ پر ایمان لائے اور حصار طائف میں شہادت پائی۔ حضرت حکم بن ابوالعاص ساتویں بھائی تھے۔ فتح مکہ پر مسلمان ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر عبداللہ کر دیا۔ ایک موقع آیا کہ آپ نے ناراض ہو کر انھیں مکہ سے نکال کر طائف بھیج دیا، انھوں نے عہد عثمانی میں وفات پائی۔ مروان ان کا بیٹا تھا، علماے حدیث نے ان کی مذمت میں وارد ہونے والی روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔ کچھ مورخین نے حضرت حکم کو حضرت عمرو بن سعید کا چچازاد بتایا ہے۔

حضرت عمرو کے جنگ بدر میں مارے جانے والے بھائی عاص (یا عاصی) بن سعید کے پوتے عمرو بن سعید اشدق (خطیب بلیغ) کے لقب سے مشہور ہوئے اور اموی دور حکومت میں مکہ و مدینہ کے گورنر رہے۔ اقتدار کی کشمکش میں انھیں ان کے ماموں زاد اموی حکمران عبدالملک بن مروان نے خود اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ابو عقبہ (ابو عتبہ: بلاذری) حضرت عمرو بن سعید کی کنیت تھی۔ قرشی اور اموی ان کی نسبتیں ہیں۔ کچھ لوگوں نے ابوامیہ کو حضرت عمرو بن سعید کی کنیت بتایا ہے، حالاں کہ یہ ان کے بھتیجے سعید بن عاص کے بیٹے عمرو بن سعید کی کنیت ہے۔ نام کی یکسانیت کی وجہ سے تاریخی کتب کا اشاریہ ترتیب دینے والوں نے ان کے حالات زندگی خلط ملط کر دیے ہیں، حالاں کہ ان دونوں کے سن وفات میں چھپن سالوں کا فرق ہے۔

نعمت ایمان کا ملنا

حضرت عمرو کے بھائی حضرت خالد بن سعید نے ایمان لانے میں سبقت کی تو ان کے والد ابواحیحہ نے سخت ڈانٹ پھٹکار کی اور چھڑی کے ساتھ خوب پیٹا۔ پھر مکہ کے ریگ زار میں بھوکا پیاسا ڈال دیا۔ ان کے بھائیوں نے بھی ترک تعلق کر لیا، لیکن وہ اسلام چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ تب ابواحیحہ نے مایوس ہو کر کہا: اپنے آبا و اجداد کی برائیاں سننے سے بہتر ہے کہ میں طائف کے مقام ظریبہ میں اپنے مال مویشیوں کے پاس منتقل ہو جاؤں۔ حضرت عمرو بن سعید اپنے باپ سے بہت محبت رکھتے تھے، اسی لیے دین شرک پر کاربند رہے، لیکن والد کے مکہ سے چلے جانے کے بعد انھیں اللہ کی طرف سے ہدایت ملی اور وہ ایمان لے آئے۔ بعض روایات کے مطابق وہ

حضرت خالد کے دو سال بعد مسلمان ہوئے، اس لیے ابن اسحاق کی مرتبہ السابقون الاولون کی فہرست میں جسے ابن ہشام نے مکمل کیا، ان کا نام شامل نہیں۔ حضرت عمرو کے تیسرے بھائی حضرت ابان بن سعید اپنے خاندان والوں کی طرح سخت اسلام دشمن تھے۔ ۲ھ میں ظریبہ میں ان کے والد نے نوے برس کی عمر میں روتے ہوئے جان دی کہ میں عزیٰ سے جدا ہو رہا ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد ابن ابی کبشہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے الٰہ کی پوجا کی جائے گی۔ حضرت ابان نے باپ کی وفات پر اور بھائیوں کے مسلمان ہونے پر رنجیدہ ہو کر یہ شعر کہا:

ألا ليت ميتًا بالظريبة شاهد
لمايفترى في الدين عمرو وخالد

''اے کاش، طائف کے مقام ظریبہ میں مرنے والا میرا باپ دیکھ لیتا کہ اس کے بیٹوں عمرو اور خالد نے کیسا دین گھڑ لیا ہے۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ابن عبدالبر نے 'ظریبہ' کے بجائے 'صریمہ' لکھا۔ یاقوت الحموی نے 'صریمہ' کے شعری شواہد پیش کرنے کے باوجود اس کا حدود اربعہ نہیں بتایا۔

سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت

رجب ۵/ نبوی: سرزمین مکہ پر اہل ایمان کا جینا دوبھر ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر حضرت عمرو بن سعید اپنی اہلیہ حضرت فاطمہ بنت صفوان کو لے کر حبشہ روانہ ہو گئے۔ مشہور روایات (ابن عبدالبر، ابن ہشام، ابن کثیر) کے مطابق حضرت عمرو اور ان کے بھائی حضرت خالد بن سعید نے ہجرت حبشہ کا سفر اکٹھے طے کیا، تاہم حضرت عمرو کی بھتیجی، حضرت خالد بن سعید کی بیٹی حضرت ام خالد بتاتی ہیں کہ میرے چچا حضرت عمرو میرے والد کے ہجرت کرنے کے کچھ دنوں (ابن اثیر، مستدرک حاکم، رقم ۵۰۴۸) یا دو سال کے بعد (ابن سعد، ابن حجر) حبشہ پہنچے اور ۷ھ میں وہاں سے واپس آنے والے آخری قافلے کے ہم راہ مدینہ لوٹے۔

حضرت عمرو بن سعید کی اہلیہ حضرت فاطمہ بنت صفوان نے حبشہ میں وفات پائی۔

غزوۂ بدر

غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت عمرو بن سعید اور حضرت خالد بن سعید حبشہ میں تھے، تاہم ان کے تین مشرک بھائی ابان، عبیدہ اور عاص قریش کی فوج میں شامل ہو کر جیش اسلامی سے برسرپیکار ہوئے۔ عبیدہ اور

عاص مسلمانوں کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے، لیکن ابان بچ کر نکل گئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ احیحہ اور عاص نے جنگ بدر میں حصہ لیا اور حضرت علی کے ہاتھوں مارے گئے (مستدرک حاکم، رقم ۵۰۴۹)۔

صلح حدیبیہ

۶ھ: صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفت و شنید کے لیے حضرت عثمان کو مکہ بھیجا تو وہ اپنے چچازاد ابان بن سعید کے مہمان ہوئے۔ صلح کا معاہدہ طے ہونے کے بعد حضرت ابان آپ سے ملے اور اسلام قبول کر لیا۔ اس سے پہلے شام کے سفر کے دوران میں ایک راہب انھیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق نبی ہونے کی نشانیاں بتا چکا تھا۔ بلاذری کہتے ہیں: حضرت خالد بن سعید اور حضرت عمرو بن سعید نے حبشہ سے آکر مکہ میں مقیم اپنے مشرک بھائی ابان بن سعید کو خط لکھ کر اسلام کی دعوت دی۔ اس طرح ان کے ایمان لانے کی تاریخ ایک سال موخر ہو جاتی ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حبشہ سے مدینہ کو ہجرت

ہجرت حبشہ کے بعد حضرت عمرو بن سعید کو مدینۃ النبی کی طرف ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ایک روایت میں ہے: ہجرت مدینہ کو سات برس بیت گئے تو حضرت جعفر اور باقی مہاجرین نے یہ کہہ کر مدینہ جانے کی خواہش ظاہر کی کہ ہمارے نبی غالب آ گئے ہیں اور دشمن مارے جا چکے ہیں، چنانچہ نجاشی نے زاد راہ اور سواریاں دے کر ان کو رخصت کیا (المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۴۷۸)۔ تاہم مشہور یہی ہے کہ ۷ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو حبشہ بھیجا۔ ان کے ذمہ دو اہم کام تھے: حبشہ میں موجود حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے آپ کا نکاح کروانا، وہاں رہ جانے والے باقی مہاجرین کو مدینہ منتقل کرنا۔ چنانچہ حضرت عمرو بن سعید، ان کے بھائی حضرت خالد بن سعید، بھاوج حضرت امینہ بنت خلف، بھتیجے حضرت سعید بن خالد، بھتیجی حضرت امہ بنت خالد اور دیگر مہاجرین دو کشتیوں پر سوار حجاز کے ساحل بولا (موجودہ الرایس) پر اترے، پھر اونٹوں کے ذریعے سے مدینہ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح خیبر سے فارغ ہوئے تھے۔ حضرت عمرو بن سعید کی اہلیہ حضرت فاطمہ بنت صفوان شریک سفر نہ تھیں۔ حبشہ میں ان کا انتقال ہو چکا تھا۔

حضرت خالد بن سعید کی بیٹی حضرت ام خالد بیان کرتی ہیں کہ میرے والد چودہ برس حبشہ میں مقیم رہے۔ میں وہیں پیدا ہوئی۔ ۷ھ میں ہم حبشہ سے لوٹے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خیبر میں ملاقات کی۔ آپ نے

لوٹنے والے مہاجرین کو خوش آمدید کہا اور خیبر کے غنائم میں سے حصہ دیا۔ ہم آپ ہی کے ساتھ مدینہ واپس آئے (الطبقات الکبریٰ ۳/ ۶۸)۔

دیگر غزوات میں شرکت

حضرت عمرو بن سعید جنگ خیبر کے بعد مدینہ پہنچے تھے، اس لیے بدر، احد، خندق اور خیبر کے غزوات میں حصہ نہ لے سکے۔ انھوں نے فتح مکہ، جنگ حنین، حصار طائف اور غزوۂ تبوک میں بھرپور حصہ لیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جزیرہ نماے عرب کے مشہور مقامات تبوک، گلستان خیبر، تیما، وادی القریٰ اور فدک کا عامل مقرر فرمایا۔

انگوٹھی کا سرکاری مہر بننا

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت عمرو بن سعید اپنے بھائی حضرت خالد بن سعید کے ساتھ حبشہ سے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے۔ ان کی انگلی میں لوہے کی انگوٹھی تھی جس پر چاندی کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا: تمھارے ہاتھ میں یہ انگوٹھی کیسی ہے؟ بتایا: یا رسول اللہ، یہ انگشتری میں نے بنائی ہے۔ اس پر کیا لکھا ہے؟ آپ نے پوچھا۔ بتایا: محمد رسول اللہ۔ فرمایا: دکھاؤ۔ آپ کو انگوٹھی ایسی پسند آئی کہ اسے سرکاری مہر بنا لی اور منع فرمایا کہ کوئی اس جیسا نقش بنائے۔ آپ کی وفات کے وقت وہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ پھر حضرت ابوبکر، حضرت عمر کے ہاتھ میں رہی اور وہ اسے سرکاری مہر کے طور پر استعمال کرتے رہے۔ حضرت عثمان خلیفہ بنے تو ان کے ہاتھ کی زینت بنی رہی، حتیٰ کہ ان سے بیئر اریس میں گر گئی اور پورا کنواں خالی کرانے کے باوجود نہ ملی (المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۴۰۱۱۔ مستدرک حاکم، رقم ۵۰۸۹)۔

عامل بننے سے معذرت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت خالد بن سعید یمن، حضرت ابان بن سعید بحرین اور حضرت عمرو بن سعید خیبر سے ملحقہ بستیوں اور تیما کے عمال تھے۔ ان کی تقرری آپ نے خود فرمائی تھی۔ آپ کی وفات کے ایک ماہ بعد تینوں بھائیوں نے اپنے عہدے چھوڑے اور مدینہ چلے آئے۔ حضرت ابوبکر نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقررہ عمال سے بہتر کون کام کر سکتا ہے؟ اپنے مناصب پر لوٹ جاؤ۔ تینوں

نہ ماننے اور شام کے محاذ پر جانے کو ترجیح دی اور وہیں شہادت پائی (مستدرک حاکم، رقم ۵۰۸۵)۔

شہادت

۱۳ھ: حضرت سعید نے حضرت ابو بکر کے عہد خلافت میں شام میں ہونے والی جنگ اجنادین میں شہادت پائی۔ اس معرکہ میں وہ نہایت جوش و خروش سے لڑے۔ اسلامی فوج ذرا سست پڑتی تو سپاہیوں کو للکار کر ثبات و استقلال پر آمادہ کرتے۔ ایک مرتبہ جوش میں آ کر کہا: میں نہیں چاہتا کہ جنگ کی شدت میرے ساتھیوں کو کم زور کر دے، اب میں دشمن فوج میں خود گھستا ہوں۔ یہ کہہ کر رومی لشکر کے قلب میں گھستے چلے گئے۔ رومی ان پر ٹوٹ پڑے اور وہ بڑی بے جگری سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ شہادت کے بعد دیکھا گیا تو سارا بدن زخموں سے چھلنی ہو گیا تھا، شمار کرنے پر تیس سے زیادہ زخم جسم پر نکلے۔ جیش اسلامی کے کمانڈر حضرت عمرو بن العاص تھے۔ شاذ روایت کے مطابق وہ مرج الصفر کے معرکہ میں شہید ہوئے۔ ابن عبد البر اور ابن اثیر کہتے ہیں: ابن اسحاق کی یہ روایت نہیں مانی گئی کہ ان کی شہادت جنگ یرموک میں ہوئی۔ طبری اور ابن کثیر نے اس روایت کو درست مانا ہے۔ ابن اثیر اور ابن کثیر نے یرموک اور اجنادین کی دونوں جنگوں کے شہدا میں حضرت عمرو بن سعید کا نام شامل کیا ہے۔ ابن حجر نے جنگ اجنادین میں ان کی شہادت کی تفصیل بیان کی ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اولاد

حضرت عمرو بن سعید کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔

روایت حدیث

حضرت عمرو بن سعید سے کوئی روایت مروی نہیں۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن اسحاق)، السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، جمل من انساب الاشراف (بلاذری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، السیرۃ النبویۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔